تحریر: شیخ مقبول احمد سلفی حفظہ اللہ

اسلامک دعوۃ سنٹر، مسرہ۔طائف

Maqubool Ahmed Maqubooolahmad.blogspot.com
SheikhMaqubooolAhmedFatawa islamiceducon@gmail.com
Online fatawa salafia Maqbool Ahmed salafi 00966531437827

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کا خوف اور اس کے ثمرات و ذرائع حصول

خوف دل کی بے چینی کا نام ہے۔جب انسان حرام کام اور معاصیات کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کا دل اللہ کے خوف سے لرز جاتا ہے۔اسی طرح اللہ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا اسے چھوڑنے سے بھی دل بے چین ہو جاتا ہے یا ان پر عمل کر کے عدم قبولیت کا خدشہ محسوس کرتا رہتا ہے اسی کا نام خوف الہی ہے۔ایک مومن سے یہ خوف مطلوب ہے کیونکہ اللہ کا خوف عبادت ہے اور توحید میں شامل ہے۔

قرآن میں خوف سے متعلق متعدد قسم کے الفاظ و کلمے آئے ہیں۔

اتقوا : فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (التغابن : 16)

ترجمہ: جتنی طاقت رکھتے ہو اللہ سے ڈرو۔

نذیر: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (الاحزاب:45)

ترجمہ: اے نبی! ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

خوف: إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (آل عمران:175)

ترجمہ: یہ خبر دینے والا شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، تم ان کافروں سے نہ ڈرو اور میرا خوف رکھو اگر تم مومن ہو۔

وجلت : إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ (الانفال:2)

ترجمہ: بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔

خشیہ: إِنَّ الَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ (المومنون:57)

ترجمہ: یقیناجولوگ رب کی ہیبت سے ڈرتے ہیں۔

رہبت : وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ (البقرة:40)

ترجمہ: اور مجھ ہی سے ڈرو۔

رھق: وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا (الجن:6)

ترجمہ: بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے بعض نے کہا جنات نے انہیں مزید خوف میں مبتلا کردیا۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اللہ تعالی سے ڈرنا چاہئے۔یہاں ایک بات کی وضاحت کرتے ہوئے آگے چلتاہوں تاکہ موضوع بالکل صاف ہوجائے۔

خوف کے اقسام

ڈرنے کا مستحق محض اللہ تعالی ہے اس کے مقابلے میں کسی سے ڈرنا عبادت میں شرک کہلائے گا اس کی دو صورت بن سکتی ہیں۔

پہلی صورت : بندوں سے ڈر کر دین پر عمل کرنا چھوڑدے۔اس کی مثال، جیسے آپ یہاں سعودی میں آمین بالجہر کرتے ہیں جب اپنے ملک میں جاتے ہیں تولوگوں کے ڈرسے یہ عمل ترک کردیتے ہیں۔

دوسری صورت: غیراللہ سے اس طرح ڈرنا یاڈرنے کا عقیدہ رکھناکہ وہ اللہ کے بغیر خود سے نقصان پہنچاسکتاہے مثلابت،ولی،جن،میت اور خیالی بھٹکتی ارواح وغیرہ

اس بات ذکراللہ تعالی نے قرآن میں انداز میں کیاہے:

إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ [آل عمران: 175]

ترجمہ: یہ خبر دینے والا شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتاہے تم ان کافروں سے نہ ڈرو اور میرا خوف رکھو اگر تم مومن ہو۔

اس لئے کسی صورت میں اللہ کے علاوہ دل میں دوسروں کا ڈر نہیں پیدا کیا جائے گا، نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ تعالی ہے،اللہ کے حکم کے بغیر کوئی ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا،فرمان الہی ہے:

وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِن يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ(سورة الأنعام :17)

ترجمہ: اگراللہ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچائے تواس کے سوا کوئی نہیں جو تمہیں اس نقصان سے بچا سکے اور اگر وہ تمہیں کسی بھلائی سے بہرہ مند کرے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ہاں طبعی خوف اس خوف سے مستثنی ہے،وہ فطری چیز ہے،سانپ کو دیکھ کر،درندوں کو دیکھ کر انسان ڈر جاتا ہے ۔یہ ڈر اللہ کے مقابلے میں نہیں ہوتا ہے یہ محض فطرتا ایسا ہوتا ہے جیسا کہ موسی علیہ السلام سانپ سے ڈر گئے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَأَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ يَا مُوسَىٰ لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ (النمل :10)

ترجمہ: تو اپنی لاٹھی ڈال دے،موسی نے جب اسے ہلتا جلتا دیکھا اس طرح کہ گویا وہ ایک سانپ ہے تو منہ موڑے ہوئے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پلٹ کر بھی نہ دیکھا،اے موسی! خوف نہ کھا،میرے حضور میں پیغمبر ڈرا نہیں کرتے

۔

اللہ کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ [آل عمران: 102]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیے دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا[آل عمران: 102]

بعض علماء نے اس آیت کو "فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ" (جتنی طاقت رکھتے ہو اللہ سے ڈرو) سے منسوخ قرار دیا ہے

حالانکہ جمہور محققین کا کہنا ہے کہ یہاں حق تقاتہ میں اپنی باقت بھر ڈرنے کا ہی حکم ہے کیونکہ اللہ بندوں کو طاقت سے زیادہ کامکلف نہیں بناتا۔اللہ کا فرمان ہے:

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا (آلبقرة: 286)

ترجمہ: اللہ تعالی کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

ایک حدیث میں نبی ﷺ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھتے ہیں:

هل تدرِي ما حقُّ اللهِ على العبادِ ؟ قال قلت : اللهُ ورسولُه أعلمُ . قال : فإن حقَّ اللهِ على العبادِ أن يعبدوه ولا يشركوا به شيئًا .(صحيح مسلم:30)

ترجمہ: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہ کرے۔

جس بندے نے صرف اللہ کی عبادت کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا تو اس نے اللہ کا حق ادا کر دیا۔

ہم جہاں بھی رہیں، تنہائی ہو یا جماعت، سفر ہو یا حضر، رات ہو یا دن، ہمیشہ اللہ کا تقوی اختیار کرنا ہے، اس کا خوف کھانا ہے اور اس سے ڈرتے رہنا ہے۔ ترمذی میں حسن درجے کی روایت ہے، نبی ﷺ کا فرمان ہے:

اتَّقِ اللَّهِ حيثُ ما كنتَ ، وأتبعِ السَّيِّئةَ الحسنةَ تمحُها ، وخالقِ النَّاسَ بخلقٍ حسنٍ(صحيح الترمذي:1987)

ترجمہ: جہاں بھی رہو اللہ سے ڈرو، برائی کے بعد (جو تم سے ہو جائے) بھلائی کرو جو برائی کو مٹا دے اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ۔

"اتَّقِ اللَّهِ حيثُ ما كنتَ" بہت ہی جامع کلمہ ہے۔ ہم تنہائی میں ہوتے ہیں ساتھ میں نٹ والا موبائل ہوتا ہے، اس میں خواہشات نفس کا ہر سامان موجود ہے، اللہ کا خوف نہیں ہوگا تو یہاں برائی کرنے سے نہیں رک سکتے۔

کسی کے ذمہ کمپنی کا حساب وکتاب ہو تو اس معاملے میں وہی امین ہوگا جو اللہ سے ڈرنے والا ہوگا لیکن اکثرلوگ اللہ سے نڈر ہیں۔آج برائی کا زمانہ ہے ، معمولی پیسوں میں زنا کرنے کو مل جاتا ہے ، شیطان بہکا کر شیطانی کام کرواتا ہے،بچتاوہی ہے جو اللہ کا خوف کھاتا ہے۔کہاں ہے کوئی کہ کہہ دے،"انی اخاف اللہ" میں اللہ سے ڈرتاہوں۔

آج ہمارے پاس ہر قسم کا خوف ہے،غربت کا خوف ہے،دشمن کا خوف ہے،نوکری چلے جانے کا خوف ہے، تنخواہ کٹ جانے کا خوف ہے،بیماری کا خوف ہے۔اگر خوف نہیں تو اللہ کا خوف نہیں ہے جبکہ صرف اللہ کا خوف ہونا چاہئے تھا۔اللہ کا فرمان ہے:

وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ (البقرة:40)

ترجمہ:اور مجھ ہی سے ڈرو۔

اس خوف الٰہی کو دل میں پیوست کرنے کے لئے اللہ نے پیغمبروں کو بھیجا،نبی اکرم ﷺ کے متعلق اللہ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (الاحزاب:45)

ترجمہ:اے نبی!ہم نے آپ کو گواہی دینے والا،بشارت دینے والااور ڈرانے والابنا کر بھیجاہے۔

اللہ نے آپ ﷺ سمیت سارے نبیوں کو بشیر ونذیر بنا کر بھیجا۔سورہ نساء میں اللہ کا فرمان ہے:رسلا مبشرین ومنذرین(النساء:165)یعنی ہم نے رسول بنایاہے خوشخبریاں سنانے والااور ڈرانے والا۔

مبشر کا مطلب ایمان لانے والوں کو جنت اور اس کی نعمتوں کی خوشخبری دینے والااور نذیر کا مطلب ایمان سے مکرنے والوں کو جہنم اوراس کے ہولناک عذاب سے ڈرانے والا۔

اللہ کا خوف کھائیں یعنی اللہ کی عظمت وجلال کا احساس کریں،اس کے سامنے کھڑے ہونے کا تصور کریں اوراس بات کی فکر کریں کہ وہ کھلی چھپی تمام باتوں کو جانتاہے۔

وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (الملك:13)

ترجمہ: اپنی باتوں کو ظاہر کرو یا چھپاؤ وہ تو سینوں کے بھید کو بھی جانتا ہے۔

سلف صالحین کا اللہ تعالی سے خوف کھانا اور اس خوف سے رونا

نبی ﷺ، صحابہ کرام اور اسلاف عظام سے اللہ سے بے پناہ ڈرنے کا ذکر ملتا ہے، یہ لوگ اللہ کے خوف سے رات رات بھر رویا کرتے، مہینوں بیمار رہتے، جس طرح ہانڈی میں پانی کھولتا ہے اس طرح رونے کا ذکر ملتا ہے۔اس کی بے شمار مثالیں ہیں جن پر علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔خوف الہی اور رونے کی چند ایک مثال دیتا ہوں۔

(1) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک چڑیا کو درخت پہ بیٹھا دیکھا تو بولے اے چڑیا! تمہارے لئے بشارت ہے تم درخت پر بیٹھتی ہو، پھل کھاتی ہو اور اڑ جاتی ہو نہ کوئی حساب ہے نہ کوئی عذاب، اے کاش میں بھی تمہارے جیسا ہوتا۔

(2) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کاش میں مینڈھا ہوتا اسے موٹا تازہ کر ذبح کرکے کھالیا جاتا مگر انسان نہ ہوتا۔ایک مرتبہ جب انہوں نے سورہ طور کی یہ آیت پڑھی "ان عذاب ربک لواقع" (بیشک آپ کے رب کا عذاب ہو کر رہنے والا ہے) تو بہت رونے لگے یہاں تک کہ بیمار پڑ گئے۔بخاری شریف میں ہے عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: **والله لو أن لي طلاع الأرض ذهبا، لافتديت به من عذاب الله عز وجل قبل أن أراه(صحيح البخاري:3692)**

ترجمہ: اللہ کی قسم، اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو اللہ تعالٰی کے عذاب کا سامنا کرنے سے پہلے اس کا فدیہ دے کر اس سے نجات کی کوشش کرتا۔

(3) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا "یالیتنی کنت شجرۃ تعضد (اے کاش میں درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا)۔

(4) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : **لو تعلمون ما أعلمُ لضحكتم قليلًا ولبكيتم كثيرًا(صحيح البخاري:6486)**

ترجمہ:اے میرے صحابہ! اگرلوگ وہ جان لیں جو میں جانتاہوں تو پھر بہت کم ہنسو گے اور کثرت سے روؤ گے۔

(5) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر جاتے تو اتنا روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی، آپ سے پوچھا جاتا کہ جنت و جہنم کے ذکر پہ آپ نہیں روتے اس پہ کیوں روتے ہیں؟ تو وہ جواب دیتے کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

إنَّ القبرَ أوَّلُ مَنازلِ الآخرةِ ، فإن نجا منهُ ، فما بعدَهُ أيسرُ منهُ ، وإن لم ينجُ منهُ ، فما بعدَهُ أشدُّ منهُ قالَ : وقالَ رسولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عليهِ وسلَّمَ : ما رأيتُ مَنظرًا قطُّ إلَّا والقبرُ أفظَعُ منهُ(صحيح ابن ماجه: 3461)

ترجمہ:آخرت کے منازل میں سے قبر پہلی منزل ہے،سو اگر کسی نے قبر کے عذاب سے نجات پائی تو اس کے بعد کے مراحل آسان ہوں گے اور اگر جسے عذاب قبر سے نجات نہ مل سکی تو اس کے بعد کے منازل سخت تر ہوں گے، عثمان رضی اللہ عنہ نے مزید کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: گھبراہٹ اور سختی کے اعتبار سے قبر کی طرح کسی اور منظر کو نہیں دیکھا.

(6) خلیفہ عادل عمر بن عبدالعزیز کی اہلیہ فاطمہ سے آپ کی عبادات کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ بہت زیادہ نفلی عبادات اور نفلی روزے نہیں رکھا کرتے تھے لیکن ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا کسی کو نہیں دیکھا جب وہ بستر پر اللہ کو یاد کرتے تو اس کے خوف سے اس طرح کانپتے جس طرح شدت خوف سے پرندہ پھڑ پھڑاتا ہے۔(شذاالریاحین من أخبار الصالحین)

(7) ابن ابی حاتم نے عبدالعزیز بن ابی رواد سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ(التحريم : 6)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

ایک بزرگ نے سوال کیا اے اللہ کے رسول ! جہنم کے پتھر دنیا کی طرح ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: جہنم کا ایک پتھر

دنیا کے تمام پہاڑوں سے بڑا ہے۔اتنا سننا تھا کہ وہ بزرگ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ نبی نے اس کے دل پر ہاتھ رکھا تو زندہ تھے تو آپ نے کہا کلمہ پڑھ،اس نے کلمہ پڑھ لیا اس پر نبی ﷺ نے اسے جنت کی بشارت دی۔

اللہ سے ڈرنے کا انعام

اللہ سے ڈرنے کا دنیاوی انعام یہ ہے کہ انسان کو مصائب ومشکلات سے نکلنے کی راہ ملتی ہے،اور ایسے جگہ سے روزی نصیب ہوتی ہے جس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔اللہ کا فرمان ہے :

وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا، وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ(الطلاق:32)

ترجمہ:اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہو گا۔

اس کی مثال: تین غار والوں کا واقعہ،ان میں سے ایک اپنی چچازاد بہن پر فریفتہ تھا،اس نے ایک سو دینار کے بدلے اس سے بدسلوکی کرنے کی کوشش کی،جب قریب تھا کہ وہ خلوت نشینی کرے تو لڑکی نے سے اللہ سے ڈرنے کا واسطہ دیا،وہ آدمی ڈر گیا۔تو اللہ نے غار کے منہ سے پتھر ہٹادیا۔(بخاری ومسلم)

اور خوف الٰہی کا اخروی انعام جنت ہے۔

(1)اللہ کا فرمان ہے: **وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ ، فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ، ذَوَاتَا أَفْنَانٍ (الرحمن:4846)**

ترجمہ:اور اس شخص کے لئے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا دو جنتیں ہیں پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(دونوں جنتیں)بہت سی ٹہنیوں اور شاخوں والی ہیں۔

(2)اللہ کا فرمان ہے: **وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ، فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ (النازعات:40،41)**

ترجمہ: ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہوگا تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔

(3) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا يلِجُ النَّارَ رجُلٌ بَكَى مِن خشيَةِ اللَّهِ حتَّى يَعودَ اللَّبنُ في الضَّرعِ ، ولا يجتَمِعُ غبارٌ في سبيلِ اللَّهِ ودخانُ جَهَنَّمَ(صحيح الترمذي:1633)

ترجمہ: اللہ کے ڈر سے رونے والا جہنم میں داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ دودھ تھن میں واپس لوٹ جائے، (اور یہ محال ہے) اور جہاد کا غبار اور جہنم کا دھواں ایک ساتھ جمع نہیں ہوں گے.

اللہ کا خوف حاصل کرنے کے اسباب

(1) اخلاص سے علم حاصل کرنا: اللہ تعالی کا فرمان ہے:

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (فاطر:28)

ترجمہ: اللہ سے ڈرنے والے علم والے لوگ ہیں۔

علامہ ابن القیم نے لکھاہے کہ بندے کو رب کی جس قدر معرفت ہوگی اسی قدر اس سے ڈرنے والا ہوگا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ سے ڈرنے کے لئے علم کافی ہے، خوف کی کمی بندوں کا رب کی معرفت میں کمی کے سبب ہے۔

آج علم والوں کی کمی نہیں، کمی ہے تو اللہ سے ڈرنے والوں کی۔ کیا وجہ ہے کہ علم والے اللہ سے بے خوف ہوگئے جبکہ انہیں اللہ سے ڈرنا چاہئے تھا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اخلاص سے علم حاصل نہیں کیا، علم کو دنیا طلبی اور شہرت کا ذریعہ بنالیا اس لئے اللہ سے بے خوف ہوگئے۔

(2) تدبر کے ساتھ قرآن کی تلاوت: اللہ کا فرمان ہے:

إِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا(مریم: 58)

ترجمہ: ان کے سامنے جب رحمن کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی تھی تو یہ سجدہ کرتے اور روتے گڑگڑاتے گر پڑتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے، یحییٰ نے بیان کیا کہ حدیث کا کچھ حصہ عمرو بن مرہ سے ہے (بواسطہ ابراہیم) کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میں پڑھ کے سناؤں؟ وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی نازل ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دوسرے سے سننا چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے آپ کو سورۃ نساء سنانی شروع کی، جب میں "فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علی ھولاء شھیدا" پر پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ۔ میں نے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (بخاری:4582)

(3) اللہ کا ذکر اور ان مومنوں کا حال معلوم کریں جو اللہ سے ڈرنے والے تھے کہ کیسے اس درجہ ایمان پر فائز ہوئے؟ **اللہ کا فرمان ہے: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ (الانفال:2)**

ترجمہ: بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالی کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں۔

نبی ﷺ نے عرش الہی کے مستحق سات سایہ دار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: **ورجلٌ ذكر الله في خلاءٍ ففاضت عيناه (صحيح البخاري:6806)**

ترجمہ: اور ایک وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا پس اس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

اللہ سے ڈرنے والے مومن اللہ کا ذکر کرنے والے، مضبوط ایمان والے، متقی وپرہیزگار، دن میں روزہ رکھنے والے، رات میں قیام اللیل کرنے والے اور طاعت وبھلائی کے کاموں میں سبقت لے جانے والے لوگ تھے۔ اللہ کا فرمان ہے:

إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ (الانبياء:90)

ترجمہ: یہ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور لالچ اور خوف سے پکارا کرتے تھے اور ہمارے سامنے

عاجزی کرنے والے تھے۔

(4) معاصیات کا ارتکاب انسان کو اللہ سے بے خوف کر دیتا ہے، اس لئے گناہوں سے توبہ، معصیت و نافرمانی سے اجتناب اور فسق و فجور سے دوری اللہ کی محبت، رضا، خوف اور قربت کا ذریعہ ہے۔

(5) عذاب کی آیات پہ غور و فکر کرنا، جہنم اور اس کی ہولناکی کی فکر کرتے ہوئے جہنم میں لے جانے والے اسباب سے پرہیز کیا جائے۔

(6) ان ظالموں اور نافرمانوں کا حال کرنا جنہوں نے اللہ سے بے خوف ہو کر دنیا میں ظلم و فساد کیا تو اللہ نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ اللہ کا فرمان ہے:

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُم بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِن مَّحِيصٍ (ق:36)

ترجمہ: اور ان سے پہلے بھی ہم بہت سی امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ان سے طاقت میں بہت زیادہ تھیں، وہ شہروں میں ڈھونڈتے ہی رہ گئے کہ کوئی بھاگنے کا ٹھکانا ہے؟

(7) قیامت کی ہولناک گھڑی یاد کریں، جب سارے لوگ نفسی نفسی کے عالم میں ہوں گے اور اس دن کی ہولناکی سے سب کے ہوش اڑ گئے ہوں گے۔ اللہ تعالی نے اس کی منظر کشی کی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ، يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُم بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ (الحج:1،2)

ترجمہ: لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، بلاشبہ قیامت کا زلزلہ بہت ہی بڑی چیز ہے۔ جس دن تم اسے دیکھ لوگے کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچوں کو بھول جائے گی اور تمام حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور تو دیکھے گا کہ لوگ مدہوش دکھائی دیں گے حالانکہ در حقیقت وہ متوالے نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب ہی بڑا سخت ہے۔

(8)نصیحت آموز سچے واقعات اور دلوں کو موم کرنے والے وعظ ونصیحت سے پر بیانات سنیں اس سے دل نرم ہوتاہے اوراللہ کاخوف پیدا ہوتا ہے۔

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

وعظَنا رسولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عليْهِ وسلَّمَ يومًا بعدَ صلاةِ الغداةِ موعِظةً بليغةً ذرِفت منْها العيونُ ووجِلَت منْها القلوبُ (صحيح الترمذي:2676)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں صلاۃ فجر کے بعد ایک موثر نصیحت فرمائی جس سے لوگوں کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ گئیں اور دل لرز گئے۔

ان طریقوں سے ہم اللہ کا خوف اپنے دل میں پیدا کر سکتے ہیں،اور ہمارے لئے ضروری بھی ہے کہ اللہ جل شانہ کاخوف اپنے میں پیدا کریں تاکہ اس کے دین پر صحیح سے چل سکیں،فرائض وواجبات میں کوتاہی کرنے پر دل بے چین ہوسکے اور محرمات کے قریب جاتے وقت خوف الہی روک دے۔عموما خوف وخشیت ہی معروف کی بجاآوری اور منکرات سے اجتناب کی بڑی وجہ بنتی ہے۔جو اللہ کاخوف کھائے گا پھر اسے کسی کاخوف نہیں ہوگا۔ خوف الہی تکمیل ایمان اور حسن اسلام کی دلیل ہے۔اللہ کے خوف سے دل میں نرمی،پاکیزگی،الفت ومحبت پیداہوتی ہے اور اوصاف رذیلہ مثلا تکبر،بغض وعناد،سرکشی کاخاتمہ ہوتاہے۔خوف رحمن کا سب سے بڑافائدہ آخرت میں ملے گا کہ وہ ایسے بندوں کو اللہ تعالی امن نصیب کرے گا اور جہنم سے رستگاری دے کر جنت میں داخل کرے گا۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں خوف وخشیت کی صفت سے متصف کردے،محرمات سے بچائے اور اوامر کی بجاآوری کی توفیق بخشے۔آمین